

545

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَسَلَّمَ

# تبرکات کی اہمیت

از

محمد سعید احمد اسعد

مکتبہ سعیدیہ رضویہ

ناشر

محمد اکرم سعید  
جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی فیصل آباد

041-2658646, 0300-7673260

Click For More Books



جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب ..... تبرکات کی اہمیت

مصنف ..... محمد شعیب احمد اسعد

کمپوزنگ ..... حافظ محمد شاقب  
0321-665 9599

قیمت .....



**مکتبہ سعیدیہ رضویہ**

جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی فیصل آباد

041-2658646, 0300-7673260

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

﴿شعائر اللہ کی تعظیم﴾

بعض لوگ مسلمانوں کو اللہ والوں کا ادب و احترام، تعظیم و توقیر کرتے دیکھ کر فوزا شرک سازی کی مشین چلا کر ”فتویٰ شرک“ پیش کر دیتے ہیں حالانکہ قرآن حکیم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شرک اور چیز ہے اور اللہ والوں کا ادب اور چیز ہے۔

شرک کی مذمت بیان کرتے کرتے ارشاد فرمایا:

وَمَنْ يَعْظُرْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَاَنَّهُ مِنْ تَقْوٰی

الْقُلُوْب۔ (پارہ ۱، سورۃ الحج آیت ۳۲)

ترجمہ: اور جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم بجالایا تو بے شک یہ دلوں کے تقویٰ سے ہے۔

اسی آیت کی تفسیر میں مولانا شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں:

”یعنی شعائر اللہ کی تعظیم شرک میں داخل نہیں۔ جس کے دل

میں پرہیزگاری کا مضمون ہے اور خدائے واحد کا ڈر ہوگا وہ اس کے نام

لگی چیزوں کا ادب ضرور کرے گا۔ یہ ادب کرنا شرک نہیں بلکہ عین

Click For More Books



توحید کے آثار میں سے ہے کہ خدا کا عاشق ہر اس چیز کی قدر کرتا ہے جو بالخصوص اس کی طرف منسوب ہو جائے۔“ (حاشیہ عثمانی صفحہ ۲۳۵)

مولانا اور ایس کا ندھلوی لکھتے ہیں:

”مطلب یہ ہے کہ شعار اللہ کی تعظیم شرک نہیں بلکہ تقویٰ کی

علامت ہے اور آثار توحید میں سے ہے۔ اس لئے کہ عاشق کی شان یہ

ہے کہ جو چیز اس کے محبوب کی طرف منسوب ہو یا اس کی نامزد ہو یا اس

کے دین کی نشانی ہو دل و جان سے اس کی تعظیم کرے۔“

(تفسیر معارف القرآن جلد ۵ صفحہ ۲۳)

مولانا اشرف علی تھانوی کے خلیفہ مولانا دریا آبادی لکھتے ہیں:

اوپر شرک کی مذمت بار بار ہو چکی تھی۔ اس آیت نے اسے

کھول دیا کہ شرک بری چیز ہے لیکن غیر اللہ کی تعظیم بری نہیں۔ بلکہ جو

چیزیں اللہ کی جانب منسوب و منتسب ہیں ان کی تعظیم و تکریم تو عین

دین کا جزو ہے۔ فقہاء نے کہا کہ تعظیم غیر اللہ مستقلاً ممنوع و ناجائز ہے

لیکن بلحاظ نسبت و تقرب ذات الوہیت جائز و شروع ہے۔ بعض

عارفوں نے یہاں دو مسئلہ نکالے ہیں۔ ایک یہ ہے کہ تقویٰ کا اصل محل



قلب ہے دوسرے یہ کہ شعائرین کی (جن کے اندر انبیاء و اولیاء کے آثار بھی شامل ہیں) تعظیم حدود شرعی کے اندر خود شروع ہے۔

(تفسیر ماجدی صفحہ ۶۸۳)

قرآن حکیم سے صراحتاً معلوم ہو گیا کہ اللہ کی نشانیوں کی تعظیم و توقیر عین ایمان ہے۔ شرک ہرگز نہیں۔

شعائر جمع کثرت کا صیغہ ہے جس کا اطلاق دس اور دس سے اوپر کیلئے ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کی نشانیاں صرف ایک دو یا چھ نہیں بلکہ زیادہ ہیں۔

﴿صفا اور مروہ بھی اللہ کی نشانیاں﴾

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ان الصفا والمروة من

شعائر اللہ۔ (پارہ ۲، سورۃ البقرۃ آیت ۱۵۸)

ترجمہ: بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔

صفا و مروہ کسی زمانہ میں مسجد الحرام کے پاس دو پہاڑیاں

تھیں۔ اب معمولی بلندیاں بس نشان کی سی رہ گئی ہیں۔ صفا حرم شریف

کی داہنی جانب ہے اور مروہ بائیں جانب۔ دونوں کے درمیان فاصلہ



۴۹۳ قدم کا ہے یا تقریباً فرلانگ ہے۔ (تفسیر ماجدی صفحہ ۶۰)

”حدیث صحیح میں یہ مضمون آیا ہے کہ حضرت ہاجرہ حضرت

اسماعیل کو شیرخوارگی کے زمانہ میں خانہ کعبہ کے پاس پیاسا اور تنہا چھوڑ

کر اس تلاش میں نکلی تھیں کہ کہیں کوئی قافلہ آتا جاتا نظر آجائے تو اس

سے پانی ہاتھ آئے اور اس وقت اضطراب میں دوڑ کر اس پہاڑی سے

اس پہاڑی پر جاتی تھیں کہ شاید بلندی سے کسی قافلہ پر نظر

پڑ جائے۔“ (تفسیر ماجدی صفحہ ۶۰)

غور فرمائیے کہ اللہ کی ایک نیک بندی حضرت سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا

کے قدم جن پہاڑیوں پر لگ جائیں وہ پہاڑیاں بھی رب کی نشانی بن

جائیں تو جہاں یہ اللہ والے خود سر سے لے کر پاؤں تک جلوہ گر ہوں

گے وہ اللہ کی نشانیاں کیوں نہیں بن جائیں گی۔

ہم اہل سنت بھی اولیاء اللہ اور ان کے مزارات کا اسی لئے

ادب کرتے ہیں کہ یہاں اللہ والے جلوہ گر ہیں۔

ایک جگہ ارشاد باری ہے: وَالْبَدَن جَعَلْنَاهَا لَكُم مِّن

شَعَائِرِ اللَّهِ۔ (پارہ ۱، سورۃ الحج آیت ۳۶)

ترجمہ: اور قربانی کے ڈبل دار جانور اونٹ اور گائے کو ہم نے تمہارے

Click For More Books



لئے اللہ کی نشانی بنا دیا۔

غور فرما دیجئے! قربانی کے جانوروں کو جب آپ نے اللہ کے نام پر قربان کرنے کی نیت کر لی تو آپ پر ان کا ادب و احترام لازم ہو گیا تو جن لوگوں نے اپنی ساری زندگی اللہ کے احکامات کے مطابق بسر کی ان کے ہر سانس سے اللہ اللہ نکلتا رہا ان کا ادب و احترام کیوں ضروری نہیں ہوگا۔

﴿محبوبان خدا سے نسبت کے فوائد﴾

بنی اسرائیل کا ایک آدمی قتل ہوا۔ قاتل کا پتہ نہیں چل رہا تھا۔ لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں معاملہ عرض کیا۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے ارشاد فرمایا۔ یہ گائے ذبح کرو۔ اور اس کا ایک حصہ (زبان یا دُم) مقتول کے جسم پر مارو تو مردہ خود زندہ ہو کر اپنے قاتل کا پتہ بتا دے گا۔

خداوند قدوس اس بات کو یوں بیان فرماتا ہے: فقلنا اضربوه

ببعضها کذا لک یحیی اللہ الموتی ویریکم آیتہ

لعلکم تعقلون۔ (پارہ ۱، سورۃ البقرۃ آیت ۷۳)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



ترجمہ: تو ہم نے فرمایا کہ مارو اس مقتول کو گائے کے کسی ٹکڑے سے  
(دیکھا) یوں زندہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ مردوں کو اور دکھاتا ہے تمہیں اپنی  
(قدرت کی) نشانیاں شاید تم سمجھ جاؤ۔ (یادر ہے کہ یہ گائے اللہ کے  
ایک ولی کی تھی) (منظہری جلد ۱، صفحہ ۷۵)

غور فرمائیے! ایک گائے کو جب کسی مرد صالح سے نسبت ہو جائے  
تو اس کے اجزاء میں خداوند قدوس اتنی برکت رکھ دیتا ہے کہ مقتول کے  
جسم سے لگ جائے تو مقتول زندہ ہو جائے۔ اسی طرح اولیاء اللہ کے  
ساتھ اگر کسی گنہگار کو سچی نسبت حاصل ہو جائے تو اس کا مردہ دل بھی  
زندہ ہو سکتا ہے۔

امت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو حکم ہو رہا ہے واتخذوا من

مقام ابراہیم مصلیٰ (پارہ ۱، البقرة ۱۲۵)

ترجمہ: اور بنا لو ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو جائے نماز۔  
غور فرمائیے!

یوں تو سارا حرم مکہ بڑی عظمت اور شان کا مالک ہے۔ حرم مکہ

میں جہاں بھی ایک نماز پڑھو خداوند قدوس اپنے فضل سے ایک لاکھ

نماز کا ثواب عطا فرماتا ہے لیکن پھر بھی خاص اس مقام پر نماز پڑھنے کا

Click For More Books



حکم ہو رہا ہے جہاں اس کے پیارے نبی ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے قدم مبارک لگے۔

خداوند قدوس نے درحقیقت یہاں ان لوگوں کو تنبیہ فرمائی ہے جو بزعم خویش موحد بنے بیٹھے ہیں خود ساختہ نشہ تو حید میں مست ہو کر محبوبان خدا سے نیاز مندی اور عقیدت کو شرک سمجھتے ہیں۔ کہ خبردار! مجھ تک پہنچنا ہے تو میرے پیاروں کے قدموں سے لپٹنا ہوگا۔ اور یہی سچی تو حید ہے۔ اگر میرے پیاروں سے نیاز مندی نہیں کرو گے تو مجھ تک بھی نہیں پہنچ سکو گے۔

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ جنہیں علماء دیوبند بھی ”بیہقی وقت“ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اسی آیت کی تفسیر میں ارشاد

فرماتے ہیں: ولا اهل الاعتبار ههنا استنباط وهو ان

فی کل مکان مکث فیہ رجل من اهل اللہ

تعالیٰ حینا من الدھر ینزل ہناک برکات من

السماآء وسکینۃ تجذب القلوب الی اللہ تعالیٰ

ویتضاعف ہناک اجر الحسنات وکذا وزر

السنیات۔ (مظہری جلد ۱، صفحہ ۱۲۸)

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari



ترجمہ: بزرگان دین یہاں سے یہ استنباط کرتے ہیں کہ جس جگہ اولیاء اللہ میں سے کوئی شخص ایک ساعت بھی رہا ہو وہاں آسمان سے تبرکات اور سکینہ اترتی ہے اور اس کے سبب اللہ تعالیٰ کی طرف دل کھینچتے ہیں اور وہاں نیک کام پر جیسے اجر زیادہ ملتا ہے ویسے ہی وہاں گناہ کرنے پر عذاب بھی دگنا لکھا جاتا ہے۔

معلوم ہوا کہ

جہاں اولیاء اللہ نے ایک قلیل مدت گزاری ہو وہاں اللہ کی برکتیں اور رحمتیں نازل ہوتی رہتی ہیں۔ تو جن مزارات میں اولیاء اللہ قیامت تک مدفون رہیں گے وہاں خدا کی رحمتوں اور برکتوں کا حساب

کون لگا سکتا ہے۔ قال الذین غلبوا علی امرہم

لنتخذن علیہم مسجدا۔ (پارہ ۱۵، الکھف ۲۱)

ترجمہ: ان لوگوں نے کہا جو اپنے کام پر غالب رہے قسم ہے ہم ان کے پاس ضرور مسجد بنائیں گے۔

اس آیت کی تفسیر میں مشہور دیوبندی مفسر مولوی ادریس کاندھلوی صاحب لکھتے ہیں:

بالآخر جو لوگ اپنی بات میں غالب رہے یعنی بیادروس اور اس

Click For More Books



کے احباب تو انہوں نے یہ کہا کہ ہم تو ان کے پاس ایک مسجد بنائیں گے۔ یعنی ایک عبادت خانہ بنائیں گے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ لوگ خدائے وحدہ لاشریک کے عبادت گزار بندے تھے معبود نہ تھے، موحد تھے مشرک نہ تھے۔ اور ان کی عبادت کے مناسب بھی یہی ہے کہ ان کی یادگار میں مسجد یعنی عبادت خانہ بنا دیا جائے۔ قبروں کو سجدہ گاہ بنانا ناجائز اور حرام ہے اور قبروں کے قریب مسجد بنانا جائز ہے۔ معاذ اللہ مسجد بنانے سے یہ غرض نہ تھی کہ لوگ ان کی قبروں کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھا کریں بلکہ غرض یہ تھی کہ صالحین کے قرب و جوار میں ایک عبادت خانہ بنا دیا جائے۔ تاکہ لوگ ان کی طرح عبادت کیا کریں اور وہاں نمازیں پڑھا کریں اور ان کے قرب سے برکت حاصل کریں اور جس طرح اہل کہف بعث و نشور اور قیامت کے قائل تھے اسی طرح لوگوں کو چاہئے کہ مسجد میں حاضر ہو کر اللہ کی عبادت کریں اور آخرت کی تیاری کریں۔ اہل کہف کے ظاہر ہونے پر مومنین غالب ہوئے جو حشر و نشر اور قیامت کے قائل تھے اس لئے ان کی رائے یہ ہوئی کہ ان کی یاد میں مسجد بنا دی جائے جو آخرت کا بازار ہے عبادت گزار بندوں کی یادگار میں ان کے قریب مسجد بنانا مناسب

Click For More Books



ہے جس میں دن رات اللہ تعالیٰ کی عبادت ہوتی رہے۔

(تفسیر معارف القرآن جلد ۴، صفحہ ۴۰۵)

آپ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر مشہور دیو بندی عالم کے قلم

سے ملاحظہ فرمائی ہے جس سے آپ پر بخوبی واضح ہو گیا کہ محبوبان خدا

کے مزارات کے قرب میں مسجد بنانا باعث برکت ہے۔

امام نسفی جو کہ تفسیر، عقائد، فقہ کے امام ہیں اسی آیت کی تفسیر

میں فرماتے ہیں۔

مشہور معاند مولوی غلام اللہ خاں بھی لکھتے ہیں:

”مگر مسلمانوں نے جو اپنے مشن میں غالب ہوئے تھے۔ کہا ہم تو غار

پر مسجد بنا کر اس میں اللہ کی عبادت کریں گے اصحاب کہف سے اور ان

کی جگہ سے تبرک حاصل کریں گے اور اس کے ذریعہ سے ان کے آثار

ونشانات کی یادگار قائم کریں گے۔“

---

یصلی فیہ المسلمون ویتر کون بہم

(مظہری جلد ۶ صفحہ ۲۳)

---

یصلی فیہ المسلمون ویتر کون بمکانہم

(مدارک جلد ۳ صفحہ ۶)

Click For More Books



لَتَتَّخِذَنَ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا نَعْبُدُ اللَّهَ فِيهِ

وَنُسْتَبْقَىٰ آثَارًا صَحَابِ الْكَهْفِ بِسَبَبِ ذَلِكَ

الْمَسْجِدَ (کبیر جلد ۵ صفحہ ۷۰۱) (جواہر القرآن جلد ۲ صفحہ ۶۵۶)

لیکن مودودی صاحب نے بالکل مختلف تفسیر کی ہے وہ بھی

ملاحظہ ہو:

مسلمانوں میں سے بعض لوگوں نے قرآن مجید کی اس آیت کا بالکل الٹا مفہوم لیا ہے۔ وہ اسے دلیل ٹھہرا کر مقابرِ صلحاء پر عمارتیں اور مسجدیں بنانے کو جائز قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ یہاں قرآن ان کی اس گمراہی کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ جو نشانی ان ظالموں کو بعث بعد الموت اور امکانِ آخرت کا یقین دلانے کیلئے دکھائی گئی تھی اسے انہوں نے ارتکابِ شرک کیلئے ایک خداداد موقع سمجھا اور خیال کیا کہ چلو کچھ اور ولی پوجا پاٹ کیلئے ہاتھ آگئے پھر آخر اس آیت سے قبورِ صالحین پر مسجدیں بنانے کیلئے کیسے استدلال کیا جاسکتا ہے۔ جبکہ نبی ﷺ کے ارشادات اس کی نہی میں موجود ہیں۔

لَعَنَ اللَّهُ ذَوَاتِ الْقُبُورِ وَالْمَتَّخِذِينَ عَلَيْهَا

الْمَسَاجِدَ وَالسَّرَجَ۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

Click For More Books



اللہ نے لعنت فرمائی ہے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں  
اور قبروں پر مسجدیں بنانے اور چراغ روشن کرنے والوں پر۔

الا وان من كان قبلكم كانوا يتخذون قبور  
انبيائهم مساجد فاني انهم عن ذلك (مسلم)  
خبردار رہو! تم سے پہلے لوگ انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ  
بنالیتے تھے۔ میں تمہیں اس حرکت سے منع کرتا ہوں۔

لعن الله تعالى اليهود والنصارى اتخذوا  
قبور انبيائهم مساجدا۔

(احمد، بخاری، مسلم، نسائی)

ترجمہ: اللہ نے لعنت فرمائی یہود اور نصاریٰ پر انہوں نے اپنے انبیاء  
کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا۔

ان اولئك اذا كان فيهم الرجل الصالح

فمات بنوا على قبره مسجدا وصوروا فيه تلك

الصور اولئك شرار الخلق يوم القيامة۔

(احمد، بخاری، مسلم، نسائی)

ان لوگوں کا حال یہ تھا کہ اگر ان میں کوئی مرد صالح ہوتا تو اس

Click For More Books



کے مرنے کے بعد اس کی قبر پر مسجدیں بناتے اور اس کی تصویریں تیار کرتے تھے۔ یہ قیامت کے روز بدترین مخلوقات ہوں گے۔

نبی ﷺ کی ان تصریحات کی موجودگی میں کون خدا ترس آدمی یہ جرات کر سکتا ہے کہ قرآن مجید میں عیسائی پادریوں اور رومی حکمرانوں کے جس گمراہانہ فعل کا حکایہ ذکر کیا گیا ہے اس کو ٹھیک وہی فعل کرنے کیلئے دلیل و حجت ٹھہرائے؟ (تفہیم القرآن جلد ۳ صفحہ ۱۸)

مودودی صاحب نے یہاں شدید ٹھوکر کھائی ہے ملاحظہ ہو:

(۱) جن لوگوں نے مسجد بنانے کی رائے ظاہر کی تھی مودودی نے انہیں گمراہ اور شرک کا مرتکب قرار دیا ہے۔ حالانکہ الف: مشرکین مساجد کی تعمیر نہیں کرتے تھے۔

ب: جلیل القدر مفسرین تصریح فرماتے ہیں کہ یہ لوگ مسلمان تھے۔

مدارک میں ہے: من المسلمین و ملکهم

(تفسیر مدارک جلد ۳ صفحہ ۱۱۹ مطبوعہ مکتبہ علمیہ لاہور)

ترجمہ: یہ لوگ مسلمانوں میں سے تھے (انہوں نے بھی کہا) اور ان کے بادشاہ نے بھی۔

Click For More Books



امام رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان بعضهم قال: الاولى ان ليسد باب

الكهف، ان الكفار قالوا: انهم كانوا على ديننا

فنتخذ عليهم بنيانا، والمسلمون قالوا كانوا على

ديننا فنتخذ عليهم مسجدا۔

(تفسیر کبیر جلد ۲۱، صفحہ ۱۰۵، مطبوعہ ایران)

ترجمہ: کافروں نے کہا کہ اصحاب کہف ہمارے دین پر تھے اس لئے

یہاں ہم عمارت بنائیں گے۔ مسلمانوں نے کہا کہ یہ ہمارے دین پر

تھے اس لئے ہم یہاں مسجد بنائیں گے۔

نیز امام رازی فرماتے ہیں:

ان لوگوں کا یہ کہنا کہ ہم یہاں مسجد بنائیں گے اس بات کی

دلیل ہے کہ وہ لوگ عارف باللہ تھے اور عبادت و نماز کے معترف

تھے۔ وهذا القول يدل على ان اولئك الاقوام

كانوا عارفين بالله معترفين بالعبادة والصلوة۔

(تفسیر کبیر جلد ۲۱، صفحہ ۱۰۵)



تفسیر جلالین میں ہے:

وہم المومنون۔ یہ لوگ مومن تھے۔

(جلالین علی ہامش الجمل جلد ۳، صفحہ ۱۶، مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مسلمانوں نے کہا کہ ہم یہاں لوگوں کے نماز پڑھنے کیلئے مسجد بنائیں گے کیونکہ یہ اصحاب کہف ہمارے دین پر تھے۔

مفسرین کرام کی تصریحات سے اور بالخصوص صحابی رسول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تصریح سے واضح ہو گیا کہ مسجد بنانے والے مسلمان تھے۔ شرک کے مرتکب اور گمراہ نہ تھے۔ اب ہم یہاں مودودی صاحب ہی کے ایک سابق ساتھی امین احسن اصلاحی صاحب کی تصریح بھی پیش کر دیتے ہیں تاکہ مسئلہ میں کسی قسم کا ابہام نہ رہ جائے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

”قرآن مجید میں ان لوگوں کی یادگار کو مسجد سے تعبیر کر کے یہ حقیقت واضح کی ہے کہ یہ موحد اور خدا پرست لوگ تھے اس وجہ سے انہوں نے خدا کی عبادت کا گھر بنایا“ (تذکر قرآن جلد ۴ صفحہ ۵۷۵)

ج: مودودی صاحب نے لکھا ہے کہ قرآن ان لوگوں کی گمراہی کی

Click For More Books



طرف اشارہ کر رہا ہے۔ یہ بھی سراسر غلط اور قرآن فہمی سے نا آشنائی کا ثبوت ہے۔ مودودی صاحب تو انتقال کر چکے ہیں ان کے متبعین ہی ہمیں وہ لفظ تو بتا دیں جس میں مسجد کی تعمیر کرنیوالوں کی گمراہی کی طرف اشارہ ہو۔

(۲) مودودی صاحب نے لکھا:

”مسلمانوں میں سے بعض لوگوں نے قرآن مجید کی اس آیت کا بالکل الٹا مفہوم لیا ہے وہ اسے دلیل ٹھہرا کر مقابر صلحاء پر عمارتیں اور مسجدیں بنانے کو جائز قرار دیتے ہیں“

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

کسی ایک مسلمان مفسر نے بھی قبر پر مسجد بنانے یا قبر کو سجدہ گاہ بنانے کو جائز قرار نہیں دیا۔ یہ بھی مسلمان مفسرین پر اختراء ہے۔ ہاں قبر کے پڑوس میں مسجد بنانا الگ مسئلہ ہے۔ اور قبر پر مسجد بنانا الگ مسئلہ ہے۔ جس میں مودودی صاحب فرق نہیں کر سکے۔

(۳) مودودی صاحب نے چار احادیث مبارکہ بھی نقل کی ہیں جو یقیناً حق ہیں الحمد للہ ہم اہل سنت ان پر عامل بھی ہیں کسی ایک قبر کو سجدہ گاہ بنانا حرام اور موجب لعنت سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ کیسے ثابت ہو گیا کہ قبر

Click For More Books



کے قریب بھی مسجد بنانا حرام ہے۔

مشہور دیوبندی مفسر مفتی محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں: ن

مسئلہ! ”اس واقعہ سے اتنا معلوم ہوا کہ اولیاء صلحاء کی قبور کے پاس نماز کیلئے مسجد بنادینا کوئی گناہ نہیں اور جس حدیث میں قبور انبیاء کو مسجد بنانے والوں پر لعنت کے الفاظ آئے ہیں، اس سے مراد خود قبور کو مسجد گاہ بنادینا ہے۔ جو بالاتفاق شرک و حرام ہے۔“

(تفسیر معارف القرآن جلد ۵، صفحہ ۵۶۵)

بیہقی وقت حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

هذه الآية تدل على جواز بناء المسجد

ليصلى فيه عند مقابر اولياء الله قصدا للتبرك بهم۔

(تفسیر مظہری جلد ۶، صفحہ ۲۳)

ترجمہ: یہ آیت مبارکہ اس بات کی دلیل ہے کہ اولیاء اللہ کے

مزارات کے قریب ان سے برکت کا مقصد کرتے ہوئے نماز کیلئے

مسجد بنانا جائز ہے۔

اس کے بعد حضرت قاضی صاحب مودودی صاحب کی پیش

کردہ احادیث مبارکہ نقل فرما کر ارشاد فرماتے ہیں:

Click For More Books



وَلَا دَلَالَةَ لَهَا عَلَى كِرَاهَةِ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ

لِقُرْبِ مِنْهَا وَمَعْنَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ

أَنَّهُمْ لَيْسَ يَسْجُدُونَ إِلَى الْقُبُورِ كَمَا هُوَ صَرِيحٌ فِي

حَدِيثِ أَبِي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

وَلَا تَجْلِسُوا عَلَى الْقُبُورِ وَلَا تَصَلُّوا إِلَيْهَا۔

(رواہ مسلم، تفسیر مظہری جلد ۶ صفحہ ۲۴)

ترجمہ: یہ احادیث اس بات پر قطعاً دلالت نہیں کرتیں کہ مزارات کے

قریب مسجد کی تعمیر منع ہے۔ اور حدیث مبارکہ جس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ

نے ان یہودیوں اور عیسائیوں پر لعنت فرمائی ہے۔ جنہوں نے انبیاء

کرام علیہم السلام کی قبروں کو مساجد بنا لیا۔ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ

انہوں نے قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا کہ وہ قبروں کو سجدہ کرتے تھے۔

اس معنی کی تصریح حضرت ابو مرثد الغنوی کی وہ حدیث کرتی

ہے جسے امام مسلم نے روایت کیا کہ نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نہ

تو قبروں پر بیٹھو اور نہ ہی ان کی طرف نماز پڑھو۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے قوی امید ہے کہ آپ پر مودودی

صاحب کی غلطی اچھی طرح واضح ہوگئی ہوگی۔

Click For More Books



(۴) نیز غور فرمائیے کہ!

مسجد نبوی شریف بھی محبوب خدا ﷺ کے مزار پر انوار کے قرب میں واقع ہے۔ کیا یہاں بھی نماز پڑھنے والوں پر معاذ اللہ لعنت پڑتی ہے؟ یا یہاں نماز پڑھنے والوں کی نمازیں بہت زیادہ اجر رکھتی ہیں۔

امام ملا علی قاری فرماتے ہیں:

الاتری ان مرقد اسماعیل علیہ السلام

فی المسجد الحرام عند الحطیم ثم ان ذالك

المسجد افضل مكان يتحرى المصلی لصلاته۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ۔ جلد ۲ صفحہ ۲۰۲ مطبوعہ ملتان)

ترجمہ: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا مزار پر انوار مسجد حرام میں حطیم کے پاس ہے۔ پھر اسی مسجد میں نماز ادا کرنا سب مساجد سے افضل ہے۔

اب کیا فرماتے ہیں مودودی صاحب کے قابعین اس مسئلہ میں

کیا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قبر انور کی وجہ سے مسجد حرام میں نماز

پڑھنے والوں پر بھی اللہ کی لعنت ہوگی یا ایک نماز کے بدلہ میں ایک لاکھ

Click For More Books



نماز کا اجر ملے گا؟

حضرت سیدنا شموئیل علیہ السلام خدا تعالیٰ کے برگزیدہ نبی تھے۔ جو بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ آپ نے قوم سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ مقرر کر دیا ہے۔ قوم نے اسے بادشاہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور اس کی بادشاہت کی کوئی نشانی طلب کی تو اللہ کے نبی نے ارشاد فرمایا:

ان آية ملكه ان ياتيكم التابوت فيه سكينه

من ربكم وبقية مما ترك آل موسى وآل هارون

تحمله الملائكة ان في ذلك لآية لكم ان

كنتم مؤمنين۔ (پارہ ۲ سورۃ البقرۃ آیت ۲۴۸)

ترجمہ: بے شک اس کی سلطنت کی نشانی تمہارے پاس صندوق کا آنا

ہے۔ جس میں تمہارے رب کی طرف سے (دلوں کا) سکون ہے اور

کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں ان (اشیاء) میں سے جو (معظم) موسیٰ اور

(مکرم) ہارون نے چھوڑیں۔ اٹھائے ہوئے ہونگے اسے فرشتے بے

شک اس میں تمہارے لئے ضرور (بڑی) نشانی ہے اگر تم مومن ہو۔

یہ صندوق شمشاد کی لکڑی کا بنا ہوا تھا اس میں تورات مقدس کی

Click For More Books



کچھ تختیاں، موسیٰ علیہ السلام کا عصا، کپڑے اور نعلین شریف، ہارون علیہ السلام کا عمامہ، عصا اور تھوڑا سا من جو بنی اسرائیل پر نازل ہوا تھا۔ یہ تمام چیزیں اسی صندوق میں موجود تھیں۔ بنی اسرائیل جنگ کے موقع پر اس صندوق کو اپنے آگے رکھا کرتے تھے اور فتح حاصل کرتے تھے۔ بعد میں بنی اسرائیل میں جب بد عملی حد سے آگے بڑھ گئی تو ان پر قوم عمالقه مسلط ہو گئی۔ جو اسرائیلیوں سے یہ تابوت بھی چھین کر لے گئی۔ اس کو بے حرمتی سے گندی جگہ پر رکھا۔ اس گستاخی کی وجہ سے عمالقه سخت بیماریوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہو گئے جو کوئی اس کے پاس پیشاب کرتا یا تھوکتا وہ بوا سیر میں مبتلا ہو جاتا۔ عمالقه کی پانچ بستیاں بھی تباہ ہو گئیں۔ تب انہیں یقین ہوا کہ یہ مصیبتیں تابوت کی بے ادبی کی وجہ سے ہیں۔ اسی بابرکت صندوق کی واپسی طالوت کی بادشاہت کی نشانی بنا۔

معلوم ہوا کہ جس چیز کا تعلق اللہ والوں کے ساتھ ہو جائے اس کی برکت سے بگڑے ہوئے کام بھی بن جاتے ہیں۔

مولانا عبد الماجد دریا آبادی لکھتے ہیں:

”بعض اہل طریق نے کہا ہے کہ اولیاء اللہ کے احترام کا جو

Click For More Books



اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: لَا اقسم بهذا البلد۔

وانت حل بهذا البلد۔ (پارہ ۳۰، سورۃ البلد آیت ۱، ۲)

ترجمہ: میں قسم فرماتا ہوں اس شہر کی اس حال میں کہ (اے محبوب) آپ اس شہر میں جلوہ فرما ہیں۔

معلوم ہوا شہر مبارک کا تعلق نبی کریم رؤوف رحیم ﷺ کی

ذات اقدس سے ہوا تو شہر مبارک بھی ”اللہ کا پیارا“ بن گیا۔

(۶) مجاہدین کے گھوڑوں کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

والعادیات ضبحا۔ (پارہ ۳۰، سورۃ العادیات)

ترجمہ: قسم ان (گھوڑوں) کی جو میدان جہاد میں تیزی سے دوڑتے ہیں۔ زور سے ہانپتے ہوئے۔

اس کی تفسیر میں مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی فرماتے ہیں:

غازی کی شان بہت اعلیٰ ہے کہ رب نے ان کے گھوڑوں، بلکہ گھوڑوں

کی سانس، ٹاپ، غبار وغیرہ کی قسم ارشاد فرمائی۔ تیسرے یہ کہ جب

غازی کے گھوڑے نے اپنی پشت پر غازی کو لیا تو اس کی شان اونچی

ہو گئی تو جب ابوبکر صدیق نے ہجرت کی، رات جناب مصطفیٰ کو اپنے

کندھے پر لیا اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کو مقام صہباء

Click For More Books



پر ڈال دیا اسی وقت بینائی لوٹ آئی۔

یہاں بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ یہ جنتی کرتہ تھا۔ لیکن مشہور دیوبندی عالم مفتی محمد شفیع صاحب حضرت مجدد صاحب کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

اور حضرت مجدد الف ثانی کی تحقیق یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن و جمال اور ان کا وجود خود جنت ہی کی ایک چیز تھی۔ اس لئے ان کے جسم سے متصل ہونے والے ہر کڑتے میں یہ خاصیت ہو سکتی ہے۔ (مظہری) (معارف القرآن جلد ۵ صفحہ ۱۳۰)

(۳) سیدنا موسیٰ علیہ السلام جب کوہ طور پر تشریف لے گئے۔ بعد میں سامری نے بنی اسرائیل سے سونا چاندی جواہرات لے کر ایک نہایت خوبصورت نکھڑا بنا دیا۔ پھر اپنی طرف سے ایک چیز نکال کر نکھڑے کے منہ میں ڈال دی۔ جس سے نکھڑے میں حیات پیدا ہو گئی۔ اور نکھڑا بولنے لگ گیا۔ سامری نے بنی اسرائیل سے کہا یہی تمہارا خدا ہے اسے ہی پوجو۔ بعض لوگوں نے یہ سمجھ کر کہ صرف سونے کا نکھڑا بول نہیں سکتا یہ واقعی ہمارا، معبود ہے بول رہا ہے۔ نکھڑے کی عبادت شروع کر دی۔ موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے سامری سے پوچھا:

Click For More Books



اے بد بخت تو نے اس پچھڑے کو کس طرح زندہ کر دیا تو وہ بولا

بصرت بمالمر يبصروا به فقبضت قبضة من اثر

الرسول فنبذتها۔ (پارہ ۱۶، سورۃ طہ آیت ۹۶)

ترجمہ: میں نے وہ دیکھا جو لوگوں نے نہ دیکھا تو ایک مٹھی بھری فرشتہ کے نشان سے پھر اسے ڈال دیا۔

اس کی تفسیر میں مفتی محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں:

رسول سے مراد اس جگہ فرستادہ خداوندی حضرت جبرائیل امین ہیں۔ سامری کے دل میں شیطان نے یہ بات ڈالی کہ جبرائیل امین کے گھوڑے کا قدم جس جگہ پر پڑتا ہے وہاں کی مٹی میں حیات و زندگی کے خاص اثرات ہونگے۔ یہ مٹی اٹھالی جاوے اس نے نشان قدم کی مٹی اٹھالی یہ بات حضرت ابن عباس کی روایت میں ہے:

القی فی دوعہ انہ لا یلقیہا علی شئ فیقول

کن کذا الا کان یعنی سامری کے دل میں خود بخود یہ بات

پیدا ہوئی کہ نشان قدم کی اس مٹی کو جس چیز پر ڈال کر کہا جائے گا کہ

فلاں چیز بن جا تو وہی چیز بن جائے گی اور بعض حضرات نے فرمایا کہ

سامری نے گھوڑے کے نشان قدم کا یہ اثر مشاہدہ کیا کہ جس جگہ قدم

Click For More Books



پڑتا وہیں سبزہ فوراً نمودار ہو جاتا تھا۔ جس سے یہ استدلال کیا کہ اس  
مٹی میں آثار حیات ہیں کذا فی الکمالین اسی تفسیر کو روح المعانی میں  
صحابہ و تابعین اور جمہور مفسرین سے منقول کیا ہے اور اس میں آجکل  
ظاہر پرست لوگوں نے جو شبہات نکالے ہیں ان سب کا جواب دیا  
ہے۔ فجزاہ اللہ خیر الجزاء (بیان القرآن)

(معارف القرآن جلد ۶ صفحہ ۱۴۴)

مولانا شبیر احمد عثمانی یہی تفسیر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

”(تنبیہ) آیت کی جو تفسیر اوپر بیان ہوئی ہے صحابہ و تابعین

علماء و مفسرین سے یہی منقول ہے بعض زانغین نے اس پر جو طعن کئے

ہیں اور آیت کے دو راز صواب تاویلیں کی ہیں ان کا کافی جواب

صاحب روح المعانی نے دیا ہے یہاں اس قدر بسط کا موقع نہیں۔“

من شاء فلیراجعه۔ (حاشیہ عثمانی صفحہ ۴۱۲)

معلوم ہوا کہ

اگر سیدنا جبریل علیہ السلام کی گھوڑی کے قدموں سے لگنے والی

مٹی اتنا اثر رکھتی ہے کہ سونے چاندی کے بنے ہوئے پچھڑے میں

آثار حیات پیدا ہو جائیں تو یہ ماننے میں بھی کوئی نا مل نہیں ہونا چاہئے

Click For More Books



کہ محبوبان خدا کے قدموں کی برکت سے خداوند قدوس کا فضل شامل حال ہوتا ہے۔

(۴) سیدنا موسیٰ و خضر علیہما السلام کے قصہ میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے ایک دیوار جو گرنے کے قریب تھی کو سیدھا کر دیا۔ پھر سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے اس کی وجہ یہ بیان فرمائی:

و اما الجدار فکان لعلمین یتیمین فی

المدينة وکان تحتہ کنز لهما وکان ابوہما

صالحا۔ (پارہ ۱۶، الکھف آیت ۸۲)

ترجمہ: اور دیوار جو تھی وہ شہر میں رہنے والے دو یتیم لڑکوں کی تھی اور ان کا باپ نیک تھا۔

اس آیت کی تفسیر میں مفتی محمد شفیع صاحب نے جو کچھ لکھا ہے ہم بلا تبصرہ آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ لکھتے ہیں:

وکان ابوہما صالحا۔ اس میں اشارہ ہے کہ یتیم بچوں کیلئے مدفون خزانے کی حفاظت کا سامان بذریعہ خضر علیہ السلام اس لئے کرایا گیا تھا کہ ان یتیم بچوں کا باپ کوئی مرد صالح اللہ کے نزدیک مقبول تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی مراد پوری کرنے اور اس کی

Click For More Books



اولاد کو فائدہ پہنچانے کا یہ انتظام فرمایا۔

محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک بندے کی نیکی اور صالحیت کی وجہ سے اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد اور اس کے خاندان کی اور اس کے آس پاس کے مکانات کی حفاظت فرماتے ہیں۔ (مظہری)

قرطبی میں ہے کہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں اس شہر اور پورے علاقے کیلئے امان ہوں، جب ان کی وفات ہوگئی تو ان کے دفن ہوتے ہی کفار و یلم نے دریائے دجلہ عبور کر کے بغداد پر قبضہ کر لیا، اس وقت لوگوں کی زبان پر یہ تھا کہ ہم پر دوہری مصیبت ہے یعنی شبلی کی وفات اور ديلم کا قبضہ۔

(قرطبی جلد ۱۱ صفحہ ۲۹)

تفسیر مظہری میں ہے کہ اس آیت میں اس کی طرف بھی اشارہ ہے کہ لوگوں کو بھی علماء و صلحاء کی اولاد کی رعایت اور ان پر شفقت کرنی چاہئے جب تک کہ وہ بالکل ہی کفر و فسق و فجور میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

(تفسیر معارف القرآن جلد ۵، صفحہ ۶۱۰)

مولانا تھانوی کے خلیفہ مجاز مولانا عبدالمجاہد دریا آبادی لکھتے ہیں:

Click For More Books



”مال کے غیبی تحفظ میں دخل والدین کی صالحیت کو بھی تھا۔“

اس سے علماء محققین نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ والدین کی صالحیت اولاد کو فائدہ پہنچاتی ہے بشرطیکہ اولاد خود بھی صالح ہو اور پسر نوح کی سی نہ ہو۔

فیه دلالة علی ان اللہ یحفظ الاولاد

لصلاح الآباء (حصاص) فیه دلیل علی ان الرجل

الصالح یحفظ فی ذریته وتشمل برکة عبادته

لهم فی الدنیا والآخرۃ (ابن کثیر) یدل علی ان

صلاح الآباء یمفید العنایة باحوال الابناء۔

(کبیر) (تفسیر ماجدی صفحہ ۶۱۸)

(نوٹ) خضر علیہ السلام نے اس دیوار کو جو گرنے کے قریب

تھی صرف ہاتھ لگا کر سیدھا کر دیا تھا۔ (معالم التنزیل و خازن جلد ۴،

صفحہ ۲۲۶، ابن جریر جلد ۱۶، صفحہ ۱۸۷، ابن کثیر جلد ۳، صفحہ ۹۸)

یہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ محبوبان خدا کے ہاتھ کے اشارے

سے بھی گرتی ہوئی دیواریں سیدھی ہو جاتی ہیں۔

(۵) جن چیزوں کا تعلق محبوبان خدا سے ہو جاتا ہے وہ چیزیں بھی

خدا کی پیاری بن جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی قسمیں بیان فرماتا ہے۔

Click For More Books



اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: لَا اقسم بهذا البلد۔

وانت حل بهذا البلد۔ (پارہ ۳۰، سورۃ البلد آیت ۱، ۲)

ترجمہ: میں قسم فرماتا ہوں اس شہر کی اس حال میں کہ (اے محبوب) آپ اس شہر میں جلوہ فرما ہیں۔

معلوم ہوا شہر مبارک کا تعلق نبی کریم رؤوف رحیم ﷺ کی

ذات اقدس سے ہوا تو شہر مبارک بھی ”اللہ کا پیارا“ بن گیا۔

(۶) مجاہدین کے گھوڑوں کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

والعادیات ضبحا۔ (پارہ ۳۰، سورۃ العادیات)

ترجمہ: قسم ان (گھوڑوں) کی جو میدان جہاد میں تیزی سے دوڑتے ہیں۔ زور سے ہانپتے ہوئے۔

اس کی تفسیر میں مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی فرماتے ہیں:

غازی کی شان بہت اعلیٰ ہے کہ رب نے ان کے گھوڑوں، بلکہ گھوڑوں

کی سانس، ٹاپ، غبار وغیرہ کی قسم ارشاد فرمائی۔ تیسرے یہ کہ جب

غازی کے گھوڑے نے اپنی پشت پر غازی کو لیا تو اس کی شان اونچی

ہو گئی تو جب ابو بکر صدیق نے ہجرت کی، رات جناب مصطفیٰ کو اپنے

کندھے پر لیا اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کو مقام صہباء

Click For More Books



میں اپنے زانو پر سلا یا، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کی وفات کے وقت حضور ﷺ کا سر مبارک اپنے سینہ پر لیا، بلکہ وہ آمنہ خاتون وحلیمہ دائی جنہوں نے حضور کو اپنی گودوں میں کھلایا ان کی کیا شان ہوگی۔ چوتھے یہ کہ جب غازی کے گھوڑے کی سانس بھی برکت والی ہے کہ اس کی قسم ارشاد ہوئی۔ تو ذاکر کی سانس بھی برکت والی ہے جس سے شفاء ہوتی ہے۔ (حاشیہ قرآن حکیم بنام تفسیر نور العرفان صفحہ ۹۸۲)

قرآن حکیم کی تصریحات سے آپ پر یہ بات بخوبی واضح ہوگئی ہوگی کہ محبوبان خدا سے تعلق قائم کرنے میں دین و دنیا کی بھلائیاں ہیں۔

### ﴿احادیث مبارکہ﴾

(۱) حضرت سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں:

هذه جبة رسول الله ﷺ كانت عند

عائشة رضي الله عنها فلما قبضت قبضتها وكان

رسول الله ﷺ يلبسها فنحن نغسلها للمرضى

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



نستشفى بها۔

(مصباح السنۃ جلد ۳، صفحہ ۱۹۲، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۷۲ مسلم شریف جلد ۲، صفحہ ۱۹۰)

ترجمہ: یہ رسول اکرم ﷺ کا جبہ ہے یہ حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس تھا۔ ان کے وصال کے بعد یہ جبہ میں نے حاصل کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ اس جبہ کو زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ ہم اس جبہ کو بیماروں کیلئے دھوتے ہیں۔ اس کی برکت سے ہم شفا حاصل کرتے ہیں۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

فی هذا الحديث دليل على استجاب التبرك  
بآثار الصالحين وثيابهم۔ (نووی علی المسلم جلد ۲، صفحہ ۱۹۱)

ترجمہ: اس حدیث میں دلیل ہے کہ بزرگوں کے کپڑوں اور نشانات سے برکت حاصل کرنا جائز ہے۔

امام ملا علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

(فنحن نغسلها للمرضى) ونسقى ماء غسيلها لهم

(نستشفى بها) ای بمائھا اور بالجبة نفسها بوضعها

على الرأس والعين والتبرك بلمس اليد وتقبيل

الشفتين۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۸، صفحہ ۲۴۲)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



ترجمہ: ہم اس کو بیماریوں کیلئے دھوتی ہیں اور ان کو اس جبہ کا دھوون پلاتی ہیں ہم اس جبہ سے شفاء حاصل کرتی ہیں۔ یعنی اس جبہ کے پانی کے ساتھ۔ یا جبہ ہی کے ساتھ، بایں طور کہ اس جبہ کو سر اور آنکھوں پر رکھتی ہیں تو شفاء ہو جاتی ہے۔ اور اس بابرکت جبہ کو ہاتھوں سے چھونے اور ہونٹوں سے بوسہ دینے سے برکت حاصل ہوتی ہے۔

(۲) عن انس بن مالك قال كان رسول الله

ﷺ اذا صلى الغداة جاء خدما المدينة بانيتهم

فيها الماء فما يؤتى باناء الا غمس يده فيه وربما

جاءه في الغداة البارحة فيغمس يده فيها۔

(مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۱۳۷، مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۲۵۶، مصابیح السنۃ جلد ۴ صفحہ ۵۵)

ترجمہ: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ

فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب صبح کی نماز ادا فرما لیتے تو مدینہ

شریف کے خادم اپنے اپنے برتنوں میں پانی بھر کر لے آتے۔ پھر جو

برتن بھی آپ کے پاس آتا اس میں آپ اپنا دست اقدس ڈال دیتے۔

اور جب کبھی سردی میں بھی اتفاق ہوتا تو آپ اس میں بھی اپنا دست

اقدس ڈال دیتے۔

Click For More Books



طریقہ چلا آرہا ہے اس کی اصل اور سند اس قصہ تابوت سے مل جاتی ہے“ (تفسیر ماجدی صفحہ ۱۰۰)

مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی لکھتے ہیں:

”بنی اسرائیل میں ایک صندوق چلا آرہا تھا۔ اس میں تبرکات تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام وغیرہ انبیاء کے۔ بنی اسرائیل اس صندوق کو لڑائی میں آگے رکھتے تھے۔ اللہ اس کی برکت سے فتح دیتا“۔ (حاشیہ عثمانی صفحہ ۵۱)

(۲) حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اذہبوا بقمیصی هذا فالقوہ علی وجہ

ابی یأت بصیرا۔ (پارہ ۱۳، سورۃ یوسف آیت ۹۳)

ترجمہ: میرا یہ کرتا لے جاؤ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو ان کی بینائی پلٹ آئے گی۔

ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فلما ان جاء البشیر القہ علی وجہہ فارتد بصیرا۔

(پارہ ۱۳، سورۃ یوسف آیت ۹۶)

ترجمہ: پھر جب خوشی سنانے والا آیا۔ اس نے وہ کرتا یعقوب کے منہ

Click For More Books



بادخال یدہ الکریمۃ وتبرکھم بشعرہ  
الکریم۔ (نودی علم المسلم جلد ۲ صفحہ ۲۵۶)

ترجمہ: اس حدیث میں آثار صالحین سے برکت لینے کی  
دلیل ہے اور اس بات کا بیان ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین  
سرکارِ دو عالم ﷺ کے آثار سے برکت حاصل کرتے تھے۔ جس برتن  
میں آپ اپنا دست اقدس ڈال دیتے اس سے بھی برکت حاصل کرتے  
اور آپ ﷺ کے مکرم و معظم بال مبارک سے بھی۔

مشہور غیر مقلد و حید الزمان نے اس حدیث پر نودی ہی کے  
حوالہ سے جو حاشیہ نقل کیا ہے اس پر بھی ایک نظر ڈال لیجئے وہ لکھتے ہیں:  
”اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آثار صالحین میں سے برکت  
لینا درست ہے اور صحابہ آپ کے آثار شریف سے برکت لیتے تھے،  
اس میں کوئی شک نہیں کہ انبیاء اور صالحین کے آثار متبرک ہیں اور ان  
سے برکت لینا درست ہے۔“ (ترجمہ مسلم جلد ۶ صفحہ ۳۷)

ثابت ہوا کہ بارگاہِ خداوندی میں ایمان وہ ہی قبول ہے جو  
صحابہ کرام کے نقش قدم پر چل کر حاصل کیا گیا ہو۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

Click For More Books



فان آمنوا بمثل ما أمتم به فقد اهتدوا۔

(پارہ ۱، سورۃ البقرۃ ۱۳۷)

ترجمہ: پھر اگر وہ بھی یوں ہی ایمان لائے جیسا تم لائے جب تو وہ ہدایت پا گئے۔

الحمد للہ اہل سنت جو صالحین کے ساتھ نیاز مندانہ تعلق قائم رکھتے ہیں یہ صحابہ کی سنت ہے۔

امام بدرالدین عینی فرماتے ہیں:

وكان الناس عند مرضهم يتبركون بها

ويستشفون من بركتها ويأخذون من شعره

ويجعلونه في قدح من الماء فيشربون الماء

الذي فيه الشعر فيحصل لهم الشفاء۔

(عمدة القاری شرح صحیح بخاری جلد ۲۲ صفحہ ۴۹)

حضرت عثمان بن عبداللہ بن مویہب ارشاد فرماتے ہیں ام

المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک چاندی کی ڈبیہ تھی

جس میں سرکارِ دو عالم ﷺ کے چند موئے مبارک تھے۔

وكان اذا اصاب الانسان عين او شئ

Click For More Books



بعث اليها مخضه۔

جب کسی شخص کو نظر لگ جاتی یا کوئی اور بیماری ہوتی تو وہ پانی کا برتن ام المؤمنین کے پاس بھیج دیتا (وہ اس میں نبی مکرم شفیع معظم ﷺ کے بال مبارک والی ڈبیہ ڈبو دیتیں)

(بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۸۷۵)

اس حدیث کی شرح میں مشہور غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں:

”اس حدیث سے یہ نکلا کہ موئے مبارک سے برکت لینا اور بیماری یا نظر کیلئے اس کو پانی میں ڈبو کر اس کا استعمال کرنا یا پینا درست ہے۔“ (تیسیر الباری شرح صحیح بخاری جلد ۷، صفحہ ۵۹۷)

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ منیٰ میں جلوہ گر ہوئے۔ پھر آپ نے جمرہ پر تشریف فرما ہو کر رمی فرمائی۔ پھر منیٰ میں اپنی قیام گاہ پر تشریف لا کر قربانی فرمائی پھر حجامت بنانے والے کو اپنی دہنی جانب (بالوں) کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہاں سے لو۔ پھر آپ نے بائیں جانب ارشاد فرمایا: ثم جعل يعطيه الناس پھر آپ نے یہ بال مبارک صحابہ

Click For More Books



اس حدیث کی شرح میں غیر مقلد مترجم صحاح علامہ

وحید الزمان لکھتے ہیں:

”برکت کیلئے یہ پانی لوگ پیتے یا بیماروں کو پلاتے ہوں شفا کیلئے“

(صحیح مسلم مع مختصر شرح نووی مترجم جلد ۶ صفحہ ۳۷)

(۳) عن انس قال لقد رأيت رسول الله ﷺ

والحلاق يحلقه واطاف به اصحابه فما يريدون

ان تقع شعرة الا في يد رجل-

(مسند احمد جلد ۳، صفحہ ۱۳۷، مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۲۵۶)

ترجمہ: حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں

نے دیکھا کہ حجام سرور کائنات ﷺ کی حجامت بنا رہا تھا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کے ارد گرد تھے وہ چاہتے تھے

کہ آپ کا کوئی بال مبارک زمین پر نہ گرے کسی نہ کسی کے ہاتھ میں

گرے۔

امام نووی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

وفيه التبرك بانثار الصالحين وبيان ما كانت

الصحابة عليه من التبرك بانثاره ﷺ وتبركهم

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



ہیں۔ حضرت عبیدہ کہنے لگے کہ اگر سرکار ﷺ کا ایک بال مبارک بھی میرے پاس ہوتا تو وہ مجھے پوری دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے اس سے بھی محبوب تر ہوتا۔

غور فرمائیے! صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور سلف صالحین کس طرح سرکارِ دو عالم ﷺ کے موئے مبارک کو ساری دنیا کے مال و متاع پر ترجیح دیتے تھے۔ یقیناً یہ مقدس ہستیاں سمجھتی تھیں کہ پوری دنیا کی دولت اور مال و متاع میں اتنا نفع نہیں جتنا سرکار کے ایک موئے مبارک میں نفع ہے۔

اسی حدیث کی شرح میں امام بدرالدین عینی فرماتے ہیں:

الانثرى ان خالد بن الوليد رضى الله عنه

جعل فى قلنسوته من شعر رسول الله ﷺ

فكان يدخل بها فى الحرب ويستنصر ببركته

فسقطت عنه يوم القيامة فاشتد عليها شدة

وانكر عليه الصحابة فقال انى لم افعل ذلك

لقيمة القلنسوة لكن كرهت ان تقع بايدي

المشركين وفيها من شعر النبي ﷺ۔

Click For More Books



(عمدة القاری شرح صحیح بخاری جلد ۳ صفحہ ۳۷)

ترجمہ: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنی ٹوپی میں رسول اللہ ﷺ کا ایک بال مبارک رکھا ہوا تھا۔ جب بھی وہ کسی جنگ میں شرکت کرتے تو اسی بال مبارک کی برکت سے فتح و نصرت پاتے۔ جنگ یمامہ میں وہ ٹوپی گر گئی تو آپ بڑی تیزی سے اس کی طرف لپکے۔ صحابہ نے ان کے اس فعل پر تعجب کیا تو فرمانے لگے کہ میں نے اس ٹوپی کی قیمت کی وجہ سے ایسا نہیں کیا بلکہ اصل بات یہ ہے کہ اس ٹوپی میں اللہ کے پیارے رسول ﷺ کا بال مبارک ہے۔ مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ ٹوپی مشرکوں کے ہاتھ لگ جائے۔

حضرت امام بدرالدین عینی المتوفی ۸۵۵ھ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فتوحات کو ان کی شجاعت و مہارت حرب و ضرب کی بجائے سرکارِ دو عالم ﷺ کے بال مبارک کی برکت کی طرف منسوب فرماتے ہیں۔

اور حضرت خالد بن ولید بھی جنگ کے میدان میں جب کہ ہر طرف قتل و غارت گری کا بازار گرم تھا اپنی جان کی پرواہ نہیں کرتے بلکہ موئے مبارک والی ٹوپی کو تلاش کرتے ہیں۔

Click For More Books



سبحان اللہ! خدا تمام کلمہ گو حضرات کو یہی عقیدہ رکھنے کی توفیق

عطا فرمائے۔

اسی حدیث کے تحت فضل الباری میں ہے:

اس سے ایک اور اہم مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ تبرک باثار الصالحین جائز ہے بدعت نہیں۔ چنانچہ امام احمد بن حنبل کے پاس رسول اللہ ﷺ کا ایک موئے مبارک تھا جس کو آپ نے اپنی آستین مبارک میں سی رکھا تھا۔ کوڑے کھانے کے وقت بھی اس کا خیال دامن گیر تھا کہ کہیں اپنے سے جدا نہ ہو جائے۔ کمافی طبقات الشافعیہ

(فضل الباری شرح بخاری، جلد ۲ صفحہ ۲۸۲، افادات مولانا شبیر احمد عثمانی)

حضرت امیر معاویہ وصیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

انی صحبت رسول اللہ ﷺ فخرج لحاجة

فاتبعته باداوة فکسانی احد ثوبیه الذی کان

علی جلدہ فخباته لهذا الیوم واخذ رسول اللہ

ﷺ من اظفاره وشعره ذات یوم فاخذته

وخبأته لهذا الیوم فاذا انا مت فاجعل ذلک

القمیم دون کفنی مما یلی جلدی وخذ

Click For More Books



ذالك الشعر والاظفار فاجعله فى فمى وعلى

عينى ومواضع السجود منى فان نفع بشئى

فذاك والا فان الله غفور رحيم۔

(الاستيعاب لابن عبد البر على بلش الاصابہ جلد ۳ صفحہ ۳۹۹)

ترجمہ: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں رہتا۔ ایک مرتبہ

آپ قضائے حاجت کیلئے باہر تشریف لے گئے میں بھی آپ کے پیچھے

مشکیزہ لے کر چلا گیا۔ تو آپ نے اپنے جسد اطہر سے لگے ہوئے دو

کپڑوں میں سے ایک مجھے عطا فرمایا۔ میں نے اسے آج کے دن کیلئے

سنبھال کر رکھ لیا۔ ایک دن اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے اپنے

ناخن اور بال مبارک تراشے تو میں نے ان کو بھی آج کے دن کے لئے

محفوظ کر لیا۔ پس جب میرا انتقال ہو جائے تو اس قمیض کو میرے کفن

کے نیچے میرے جسم کے ساتھ لگا دینا۔ ان بالوں اور ناخنوں کو میرے

منہ، آنکھوں اور مواضع سجود پر رکھ دینا۔ پس اگر کسی چیز نے نفع دیا تو وہ

یہی بابرکت چیزیں ہوں گی۔ وگرنہ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم رسول اکرم

ﷺ کی ایک صاحبزادی (حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا) کو غسل

Click For More Books



دیکر فارغ ہوئیں فالقی الینا حقوۃ فقال اشعرنہا ایلا تو  
آپ نے اپنا تہبند ہمیں دیا تا کہ ہم اس تہبند کو سب سے پہلے پہنائیں  
اور یہ ان کے جسم پر چمٹا رہے۔

(صحیح مسلم شریف جلد ۱، صفحہ ۳۰۴، بخاری شریف جلد ۱، صفحہ ۱۶۸)

امام نووی اس حدیث کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں:

والحکمة فی اشعارہا بہ تبریکھا۔ ففیہ التبرک  
بأثار الصالحین ولباسہم۔ (نووی علی المسلم جلد ۱، صفحہ ۳۰۴)

ترجمہ: اس تہبند کو شعار بنانے میں حکمت یہ تھی کہ سیدہ زینب کو اس  
سے برکت حاصل ہوتی رہے اور اس میں اس بات کی بھی دلیل ہے کہ  
صالحین کے آثار اور ان کے لباس سے برکت حاصل ہوتی ہے۔

ایک مشہور دیوبندی مناظر منظور سنبھلی صاحب نے اسی  
حدیث کی شرح میں جو کچھ تحریر کیا ہے وہ بھی ملاحظہ ہو:

”رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر صاحبزادی کیلئے جس اہتمام سے  
اپنا تہبند مبارک دیا (اور بعض روایات میں تصریح ہے کہ جب آپ کو  
غسل مکمل ہو جانے کی اطلاع دی گئی اس وقت آپ نے اپنے جسم  
اقدم سے نکال کر وہ تہبند دیا) اور تاکید فرمائی کہ اس کو شعار (یعنی

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari



سب سے اندر کا لباس) بنا دو۔ اس سے علماء کرام نے سمجھا کہ اللہ کے نیک اور مقبول بندوں کے لباس وغیرہ کا تبرک کے طور پر اس طرح کا استعمال درست ہے اور نفع کی امید ہے۔“

(معارف الحدیث جلد ۳، صفحہ ۴۷۰)

حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ انصاری صحابی ہیں۔ غزوہ بدر میں بھی شریک ہوئے۔ انہوں نے ایک دن سرکارِ دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی:

وَدِدْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْك تَأْتِنِي فَتَصْلِي فِي

بَيْتِي فَاتَّخِذْهُ مَصْلًى قَالَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

سَأَفْعَلُ أَنْ شَاءَ اللَّهُ۔

یا رسول اللہ ﷺ میری خواہش ہے کہ آپ میرے ہاں تشریف لا کر میرے گھر میں نماز ادا فرمائیں۔ جس جگہ آپ نماز ادا فرمائیں گے میں اس جگہ کو نماز گاہ بناؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اچھا میں ان شاء اللہ ایسے ہی کروں گا۔ چنانچہ سرکارِ دو عالم ﷺ اسی مقصد کیلئے دوسرے روز ہی ان کے ہاں تشریف لے آئے۔

(بخاری شریف جلد ۱، صفحہ ۷۷ باب المساجد فی البیوت)

Click For More Books



## مصنف کی دیگر تصانیف

- |                             |                         |
|-----------------------------|-------------------------|
| شرک اور اسکی حقیقت          | وہابیت و بریلویت        |
| بدعت اور اسکی حقیقت         | حیات النبی ﷺ            |
| صحابہ کاعمرہ یا رسول اللہ ﷺ | اختیارات مصطفیٰ ﷺ       |
| علم غیب                     | ندائے پیار رسول اللہ ﷺ  |
| مسئلہ حاضر و ناظر           | روئیداد مناظرہ راولپنڈی |

**مکتبہ سعیدیہ رضویہ**

جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی فیصل آباد

041-2658646, 0300-7673260

ناشر

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



حافظ ابن حجر عسقلانی اس کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں:

وفيه التبرك بالمواضع التي صلى فيها النبي

ﷺ اور وطنها، ويستفاد منه ان من دعى من

الصالحين ليرك به انه يجيب۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۱، صفحہ ۵۲۲)

ترجمہ: اس حدیث میں اس بات کی دلیل موجود ہے کہ جس جگہ  
نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھی یا آپ کے قدم مبارک لگے وہاں سے  
برکت حاصل ہوتی ہے۔

یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صالحین میں سے اگر کسی کو برکت  
حاصل کرنے کیلئے بلایا جائے تو وہ صالح اس دعوت کو قبول کر لے۔

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے راستہ میں جہاں جہاں  
سرکارِ دو عالم ﷺ نے نماز پڑھی وہیں پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ  
عنہما نماز پڑھا کرتے تھے۔ حضرت موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ میں نے  
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے صاحبزادے کو دیکھا کہ وہ بھی  
ڈھونڈ ڈھونڈ کر ایسی جگہوں پر نماز پڑھتے تھے۔

(بخاری شریف جلد ۱، صفحہ ۷۰، باب المساجد التي على طرق المدينة)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



نیز بخاری شریف میں یہ بھی مذکور ہے:

وقد ابتنی ثم مسجد فلم یکن عبد اللہ

ابن عمر یصلی فی ذالک المسجد۔

اسی راستہ میں ایک اور مسجد تعمیر ہو گئی لیکن حضرت عبداللہ بن عمر

رضی اللہ عنہما اس مسجد میں نماز نہیں پڑھا کرتے تھے بلکہ وہاں سے کچھ

آگے جہاں سرور کائنات ﷺ نے نماز ادا فرمائی تھی وہاں نماز

پڑھتے۔ (بخاری شریف جلد ۱، صفحہ ۷۰)

غور فرمائیے! ساری روئے زمین مسلمانوں کیلئے مسجد بنا

دی گئی ہے۔ (بخاری شریف جلد ۱، صفحہ ۶۲)

اس پر مزید یہ کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے راستے میں ایک

مسجد بھی تعمیر کر دی گئی لیکن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس مسجد

میں نماز ادا نہیں فرماتے۔ بلکہ اس کے قریب ہی جہاں سرکارِ دو عالم

ﷺ کے قدم مبارک لگے ہوئے تھے وہاں جا کر آپ نے نماز ادا

فرمائی۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ جہاں سرکارِ ﷺ کے قدم مبارک لگتے

ہیں وہاں سے برکت حاصل ہوتی ہے۔

امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ یہاں ایک سوال قائم کر کے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



خود ہی اس کا جواب ارشاد فرماتے ہیں:

(فان قلت) قد جاء عن عمر بن الخطاب

خلاف فعل ابنه روى المغرور بن سوید كان

عمر فی سفر فصلی الغداة ثم اتی علی مکان

فجعل الناس یأتونه ویقولون صلی فیہ النبی ﷺ

فقال عمر انما هلك اهل الکتاب انهم اتبعوا اثار

انبياء لهم واتخذوها کنائس وبيعوا فمن عرضت

له الصلوة فليصل والا فليمض۔

(قلت) ان عمر انما خشی ان يلتزم الناس

الصلوة فی تلك المواضع حتی يشکل علی من

یأتی بعدهم فیری ذالك واجبا و عبد الله بن

عمر كان مأمونا من ذالك و كان یتبرک قبلك

الاما کن وتشدد فی الاتباع مشهور۔

(عمدة القاری شرح صحیح بخاری جلد ۴ صفحہ ۲۶۹)

مشہور غیر مقلد علامہ وحید الزماں لکھتے ہیں:

”حافظ نے کہا عبد اللہ بن عمر ان مقاموں کو بطور تبرک

Click For More Books



ڈھونڈتے اور وہاں نماز پڑھتے ان کا تشدد و اتباع سنت میں مشغول ہے اور حضرت عمر نے ایسے مقاموں کے ڈھونڈنے سے اس لئے منع کیا کہ ایسا نہ ہو لوگ آگے چل کر اسی کو ضروری سمجھنے لگیں اور عتبان کی حدیث سے بھی یہ نکلتا ہے کہ صالحین کے آثار سے برکت لینا درست ہے۔“ یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے۔

(تیسیر الباری و ترجمہ شرح صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۳۳۷)

یوں محسوس ہوتا ہے کہ صحابی رسول حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر

رضی اللہ عنہما کے سامنے فرمان خداوندی و اتخذوا من مقام ابراہیم مصلی تھا کہ:

جہاں حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے قدم مبارک لگے وہاں

نماز پڑھنے میں زیادہ اجر ہے۔

تو جہاں حبیب اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک لگے

ہوں وہاں خدا کی رحمتوں اور برکتوں کا کیا کہنا۔

ایک دن سرکارِ دو عالم ﷺ حضرت ام سلیم کے ہاں آرام فرما

تھے۔ ام سلیم گھر پر نہ تھیں۔ جب ام سلیم اپنے گھر آئیں تو دیکھا

کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پسینہ مبارک چمڑے کے بچھونے پر جمع

Click For More Books



ہو گیا ہے۔ انہوں نے اپنا ڈبہ کھولا اور پسینہ پونچھ پونچھ کر اپنی ڈبیوں میں بھرنے لگیں۔ جب سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام بیدار ہوئے تو فرمایا:

ما تصنعین یا ام سلیم فقالت یا رسول اللہ

نرجوا برکتہ لصبیاننا قال اصبحت۔

(صحیح مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۲۵۷، باب طیب عرقہ ﷺ والتمرک)

ترجمہ: اے ام سلیم کیا کر رہی ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمیں امید ہے کہ اس پسینہ مبارک سے ہمارے بچوں کو برکت حاصل ہوگی۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا تو نے ٹھیک کہا۔

معلوم ہوا کہ:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سرکار کے پسینہ مبارک سے بھی برکت حاصل کرتے تھے اور آقا علیہ السلام ملاحظہ فرما کر منع نہیں فرماتے تھے بلکہ فرماتے تم ٹھیک اور درست راستے پر ہو۔ بے شک یہی صراطِ مستقیم ہے اللہ ہمیں اسی پر ہی قائم رکھے۔ آمین

(۵) طبرانی نے کبیر اور اوسط میں سند جید کے ساتھ اور بیہقی نے حدیث بیان کی ہے۔

حضرت عتبہ بن فرقہ کی بیوی ام عاصم فرماتی ہیں کہ عتبہ کے

Click For More Books



ہاں ہم چار عورتیں تھیں ہم میں سے ہر ایک عتبہ کی خاطر ایک دوسری سے زیادہ خوشبودار رہنے کی کوشش کرتیں پھر بھی جو خوشبو عتبہ کے وجود سے آتی وہ ہماری خوشبو سے بہت زیادہ اچھی ہوتی۔ اور جب وہ لوگوں میں جا بیٹھتا تو لوگ کہتے کہ ہم نے کوئی ایسی خوشبو نہیں سونگھی جو عتبہ کی خوشبو سے اچھی ہو۔

ایک دن ہم نے اس سے اس کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں میرے بدن پر پھنسیاں نمودار ہوئیں میں نے آپ کی خدمت میں اس بیماری کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کپڑے اتار دے، میں نے کپڑے اتار دیئے اور ستر چھپا کر آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے اپنا مبارک لعاب دہن اپنے دست مبارک پر ڈال کر میری پشت اور میری پیٹھ پر مل دیا۔ اس دن سے مجھ میں یہ خوشبو پیدا ہو گئی اور میری بیماری بھی جاتی رہی۔ (خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۸۴)

(۶) روی ابن عمر واضعا یدہ علی مقعد

النبي ﷺ من المنبر ثم وضعها علی وجهہ۔

(شفاء شریف جلد ۲ صفحہ ۴۴)

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari



ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سرکارِ دو عالم ﷺ کے منبر شریف پر جہاں سرکارِ خود جلوه گری فرمایا کرتے تھے اپنا ہاتھ رکھتے پھر اس ہاتھ کو اپنے چہرہ پر پھیر لیتے تھے۔

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

یمسح بہا تبرکاً بموضع لمسہ۔

(شرح شفاء ملا علی قاری جلد ۳ صفحہ ۴۳۴)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صرف برکت حاصل کرنے کیلئے اس جگہ پر ہاتھ پھیرتے جو جگہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے بدن اطہر سے مس ہوئی تھی۔

امام شہاب الدین خفاجی فرماتے ہیں:

ای مسحہ بہا تبرکاً بمس ما مس جسداً

وثیابہً وهذا يدل علی جواد التبرک بالانبياء

والصالحين وآثارهم وما يتعلق بهم مالم يؤد الی

فتنة او فساد عقيدة وعلی هذا يحمل ما روی

علی عمر رضی اللہ عنہ من انه قطع الشجرة

التي وقعت تحتها البيعة لئلا يفتن الناس لقرب

Click For More Books



عهدهم بالجاهلية فلا منافاة بينهما ولا عبرة بمن

انكر مثله من جهلة عصرنا۔

(نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۴۳۴)

ترجمہ: یعنی جس جگہ پر سرکار کا جسد انور لگایا سرکار کے مقدس کپڑے لگے تھے اس جگہ پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صرف برکت حاصل کرنے کیلئے اپنا ہاتھ پھیرا کرتے تھے۔ اور یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انبیاء و صالحین سے اور اور ان کے آثار سے اور جس چیز کا بھی انبیاء و صالحین سے تعلق ہو جانے سے برکت حاصل کرنا جائز ہے۔ جب تک کہ لوگوں کا عقیدہ خراب ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ (کہ لوگ انبیاء و صالحین سے متعلق چیزوں کی عبادت کرنے لگ جائیں) اور اسی بات پر حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو محمول کیا جائے گا کہ آپ نے اس درخت کو کٹوا دیا تھا۔ جس درخت کے نیچے بیعت ہوئی تھی۔ حضرت عمر نے یہ کام صرف اس لئے کئے تھا کہ لوگ ابھی تک زمانہ جاہلیت کے قریب ہی ہیں۔ (جس میں لوگ درختوں، پتھروں، بتوں کو معبود مانتے تھے) کہیں لوگ اس درخت کو ہی معبود نہ مان لیں۔ پس ان دونوں حدیثوں میں کوئی منافاة نہیں۔ اور ہمارے

Click For More Books



زمانہ کے جن چند جاہلوں نے صالحین کے آثار سے برکت حاصل کرنے سے انکار کیا ہے ان کا قطعاً کوئی اعتبار نہیں ہے۔

(۷) عن ابی داؤد بن ابی صالح قال اقبل

مروان یوما فوجد رطلا واضعا وجهه علی القبر

فقال اتدري ما تصنع فأقبل علیه فاذا هو ابو ایوب

فقال نعم جئت رسول الله ﷺ ولمرات

الحجر۔ (مستدرک حاکم جلد ۴ صفحہ ۵۱۵، مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۴۲۲، مجمع

الزوائد جلد ۴ صفحہ ۵، باب وضع الوجه علی قبر سیدنا رسول الله ﷺ)

ترجمہ: ابو داؤد بن ابی صالح سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دن

مروان روضہ اطہر پر آیا تو دیکھا کہ ایک صاحب اپنا چہرہ قبر انور پر رکھے

ہوئے ہیں۔ مروان نے کہا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم کیا کر رہے ہو

ان صاحب نے جب اپنا چہرہ اٹھایا تو وہ صحابی رسول حضرت سیدنا ابو

ایوب انصاری رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے فرمایا ہاں میں جانتا ہوں

رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں پتھر کے پاس نہیں آیا۔

امام حاکم اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں ہذا

حدیث صحیح الاسناد۔

Click For More Books



مشہور نقاد اور امام ذہبی بھی فرماتے ہیں ”صحیح“، تلخیص الذہبی

جلد ۴ صفحہ ۵۱۵۔

محبوبان خدا سے نسبت کی وجہ سے ان کے مزارات بھی  
با برکت ہو جاتے ہیں۔ فیض عطا فرماتے ہیں تبھی تو حضرت ابو ایوب  
النصاری رضی اللہ عنہ روضہ اطہر پر چہرہ رکھے ہوئے تھے۔

(ضروری نوٹ) سجدہ (ماتھا ٹیکنا) مزارات کو یا محبوبان خدا کو  
اگر عبادت کی نیت سے ہو تو شرک ہے اگر تعظیم کی نیت سے ہو تو حرام  
ہے۔ حضرت ابو ایوب النصاری رضی اللہ عنہ نے ماتھانہ ٹیکا تھا چہرہ قبر  
انور پر رکھا تھا۔ ماتھا ٹیکنے اور چہرہ رکھنے میں فرق ہے۔ فافہم  
لگے ہاتھوں قبور سے فیض ملنے کی مثالیں ملاحظہ فرماتے  
جائیے:

مولانا عبد الماجد دریا آبادی جو کہ تھانوی صاحب کے خلیفہ

ہیں لکھتے ہیں:

عام لقب جو گنج بخش چلا ہوا ہے اس کی بابت روایت یہ ہے کہ

خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے مزار پر آکر حسب

دستور صوفیہ چلہ کشی کی اور فیض و برکت سے مالا مال ہو کر جب رخصت

Click For More Books



ہونے لگے تو مزار کے رخ کھڑے ہو کر یہ شعر پڑھا:

گنج بخش ہر دو عالم مظہر نور خدا

کاملاں را پیر کامل ناقصاں را راہنما

(تصوف اسلام صفحہ ۳۶)

نیز لکھتے ہیں:

مخدوم کے مرتبہ کمال کا اعتراف سب کو رہا ہے خواجہ خواجگان

معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ المشائخ گنج شکر دونوں

سے متعلق روایت ہے کہ آپ کے مزار پر جا کر چلے کھنچے ہیں اور فیوض

و برکات حاصل کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ دونوں حضرات کے مکانات

میں چلہ کشی کے نقوش ابھی تک محفوظ ہیں۔

(تصوف اسلام صفحہ ۳۷)

غور فرمائیے! یہ باتیں کوئی ”بریلوی عاشق رسول“ کی نہیں

بلکہ ایک دیوبندی عالم بیان کر رہا ہے۔ امید ہے کہ اہل انصاف قبور

سے فیض کا انکار نہیں کر سکیں گے۔

اشرف علی تھانوی نے اپنے پیرومرشد حاجی امداد اللہ صاحب

مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات جمع کئے ہیں ان کا ملفوظ نمبر ۸۶ یوں

Click For More Books



نقل کرتے ہیں:

”فرمایا اویسیہ وہ گروہ ہے کہ کسی بزرگ کی روح سے مستفیض

ہوا ہو جیسے حضرت اولیس قرنی زیارت جناب رسالت مآب سے معذور

رہے۔ مگر آنحضرت سے فیضیاب ہوئے۔ اسی مناسبت سے اویسیہ

اولیس سے منسوب کیا گیا جیسا کہ حضرت حافظ روحانیت حضرت علی

رضی اللہ عنہ سے اور حضرت ابوالحسن خرقانی روحانیت بایزید بسطامی

قدس سرہ سے کہ سو سال بعد وفات حضرت کے پیدا ہوئے تھے

فیضیاب ہوئے۔“ (امداد المشتاق صفحہ ۶۴)

قبور سے فیض کی دو مثالیں اور ملاحظہ فرمائیے:

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

نقل فرماتے ہیں:

---

انی لا تبرک بأبی حنیفة واجی الی قبرہ فاذا

---

عرضت لی حاجة صلیت رکعتین وسألت اللہ

---

تعالی عند قبرہ فتقضى سريعا۔

(فتاویٰ شامی جلد ۱ صفحہ ۴۱)

ترجمہ: بے شک میں ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے برکت حاصل کرتا ہوں

Click For More Books



اور ان کی قبر پر حاضری دیتا ہوں۔ پس جب بھی مجھے کوئی حاجت درپیش ہوتی ہے تو میں دو رکعت نماز ادا کرتا ہوں اور ابوحنیفہ کی قبر کے پاس اللہ سے سوال کرتا ہوں تو میری حاجت فوراً پوری ہو جاتی ہے۔  
حافظ ابن حجر عسقلانی غالب بن جبریل سے روایت کرتے ہیں کہ جب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو ان کی وصیت کے مطابق ان کو کفن میں لپیٹا اور نماز سے فارغ ہوئے:

ووضعناہ فی حضرتہ فاح من تراب قبرہ رائحة

طیبة کالمسک ودامت ایامہ وجعل الناس

یختلفون الی القبر ایامہ یاخذون من ترابہ الی ان

جعلنا علیہ خشبا مشبکا۔

ترجمہ: تو ان کی قبر سے مشک کی طرح خوشبو پھوٹی اور بہت دنوں تک یہ خوشبو باقی رہی یہاں تک کہ کتنے دنوں تک لوگ ان کی قبر کی مٹی لے جاتے تھے۔ آخر ہم نے ان کی قبر کے گرد لکڑی کا جال بنا دیا۔

(ہدی الساری مقدمہ فتح الباری صفحہ ۴۹۳، تیسیر الباری از وحید الزمان غیر مقلد جلد ۱ صفحہ ۲۱)

علامہ وحید الزمان غیر مقلد لکھتے ہیں:

قسطلانی نے ارشاد الساری میں نقل کیا ابوعلی حافظ سے انہوں

[Click For More Books](https://archive.org/details/@zohaibhasanattari)



نے کہا کہ مجھ کو خبر دی ابو الفتح نصر بن الحسن سمرقندی نے جب وہ آئے  
ہمارے پاس ۴۶۴ھ میں کہ سمرقند میں ایک دفعہ بارش کا قحط ہوا لوگوں  
نے پانی کیلئے کئی بار دعا کی پر پانی نہ پڑا۔ آخر ایک نیک شخص آئے  
قاضی سمرقند کے پاس اور ان سے کہا کہ میں تمہیں ایک اچھی صلاح دیا  
چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا بیان کرو، وہ شخص بولے تم سب لوگوں کو  
اپنے ساتھ لے کر امام بخاری کی قبر پر جاؤ اور وہاں جا کر اللہ سے دعا  
کرو۔ شاید اللہ جل جلالہ ہم کو پانی عطا فرمائے۔ یہ سن کر قاضی نے کہا  
کہ تمہاری رائے بہت خوب ہے اور قاضی سب لوگوں کو ساتھ لیکر امام  
بخاری کی قبر پر گیا اور لوگ وہاں روئے اور صاحب قبر کے وسیلہ سے  
پانی مانگا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت شدت کا پانی برسانا شروع کر دیا۔  
یہاں تک کہ شدت بارش سے سات روز تک لوگ خرتنگ سے نہ نکل  
سکے۔ (تیسیر الباری شرح صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۲)

نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں:

وجربت استجابة الدعاء عند قبور الصالحين۔

ترجمہ: اولیاء اللہ کی قبور کے قریب دعا کی قبولیت کا کئی بار تجربہ کیا گیا

(نزل الابراہیم صفحہ ۴۵)

ہے۔

Click For More Books



## مصنف کی دیگر تصانیف

- |                             |                         |
|-----------------------------|-------------------------|
| شرک اور اسکی حقیقت          | وہابیت و بریلویت        |
| بدعت اور اسکی حقیقت         | حیات النبی ﷺ            |
| صحابہ کاعمرہ یا رسول اللہ ﷺ | اختیارات مصطفیٰ ﷺ       |
| علم غیب                     | ندائے پیار رسول اللہ ﷺ  |
| مسئلہ حاضر و ناظر           | روئیداد مناظرہ راولپنڈی |

**مکتبہ سعیدیہ رضویہ**

جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی فیصل آباد

041-2658646, 0300-7673260

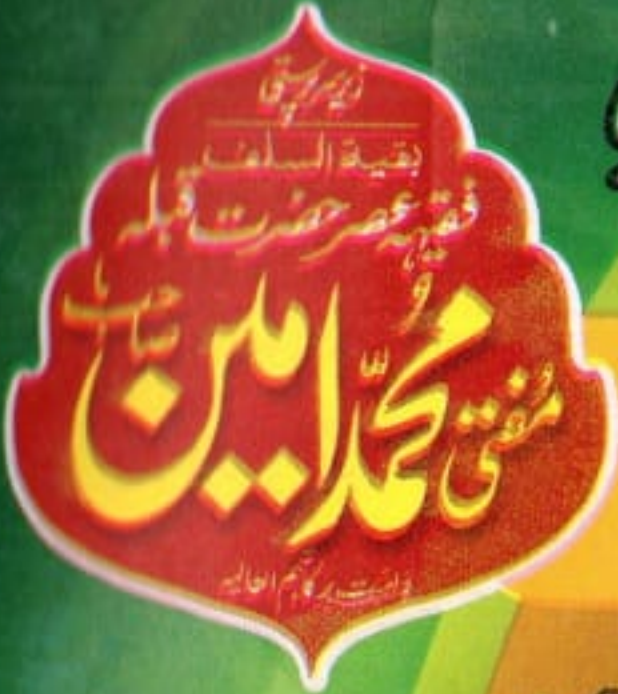
ناشر

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان سے مختار ادارہ



قرآن فہمی اور عقائد اہل سنت کے تحفظ کا  
پاکستان میں سب سے معیاری ادارہ

# جامعہ امینیہ رضویہ فیصل آباد

## خصوصیات

- ☆ شریعتِ مطہرہ کی پابندی
- ☆ مڈل پاس طلباء کو درس نظامی کے ساتھ ساتھ
- ☆ میٹرک اور تنظیم المدارس کے امتحانات کی تیاری
- ☆ حفظ مع التجوید
- ☆ تعلیم کے ساتھ ساتھ طلباء کی اخلاقی تربیت
- ☆ رہائش و خوراک بذمہ ادارہ

## جامعہ کا اعزاز

بورڈ اور تنظیم المدارس کے سابقہ نتائج  
انتہائی شاندار

بورڈ اور یونیورسٹی  
کے امتحان بھی دلوائے جائے ہیں

شرائط داخلہ

حفاظ کرام کو ترجیح دی جائیگی

ناظرہ قرآن پاک پڑھا ہو

کم از کم پرائمری پاس ہو

نوٹ! زکوٰۃ صدقات عطیات کی ترسیل کیلئے اکاؤنٹ نمبر 8592

حبیب بینک لمیٹڈ گلبرگ کالونی فیصل آباد

شیخ کالونی فیصل آباد

041-2658646

منجانب جامعہ امینیہ رضویہ

AL-DEED COMPUTERS 0321-6109590

Click For More Books